رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

REGD No. L.5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ
عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

ربوہ

یوم سہ شنبہ

خطبہ نمبر ۲۹

فی پرچہ ۱ر

۲۹ ذیقعدہ ۱۳۷۵ھ

جلد ۴۵/۱۰ | ۱۰ وفا ۱۳۳۵ھ ش ۱۰ جولائی ۱۹۵۶ء | نمبر ۱۵۹

25

— اخبار احمدیہ —

ربوہ ۹ جولائی ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مری سے آج صبح کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں ۔

ربوہ ۹ جولائی ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو کل قریباً سارا دن اور رات حرارت رہی جس کی وجہ سے طبیعت پر بے چینی زیادہ تھی ۔ انتڑیوں کی سوزش اور اعصابی تکلیف بھی بدستور ہے ۔ حضرت میاں صاحب موصوف کا ارادہ ہے کہ چند دن کے لئے لاہور جا کر طبی مشورہ حاصل کریں ۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں

ربوہ ۸ جولائی (بذریعہ ڈاک) حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ ربہ کی طبیعت پہلے جیسی ہی ہے ۔ کمر میں درد تا حال باقی ہے ۔ احباب شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں ۔

لاہور ۷ جولائی (بذریعہ ڈاک) محترم ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب کی عام طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے آج دل کا دوسری مرتبہ معائنہ ہوا ہے ڈاکٹر سردار علی شیخ صاحب ۹ جولائی کو معائنہ کی رپورٹ ملاحظہ کرنے کے بعد بڑے اپریشن کے متعلق کوئی فیصلہ کریں گے ۔

اپریشن تھیٹر کے قریب ہونے کے باعث محترم ڈاکٹر صاحب پرائیویٹ فیملی وارڈ سے البرٹ وکٹر ہال میں واپس تشریف لے گئے ہیں ۔ احباب اپریشن کے کامیاب ہونے کے لئے اور صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں ۔

تونس اور مراکش کی طرح الجزائر کو بھی آزادی کا حق دیا جائے

روس کیطرف سے فرانس کو حقیقت پسندانہ پالیسی پر عمل پیرا ہونے کا مشورہ

ماسکو ۹ جولائی ۔ روس کمیونسٹ پارٹی کے مشہور اخبار "پراودا" نے فرانس پر زور دیا ہے کہ وہ الجزائر کا مسئلہ حل کرنے میں ایسی ہی حقیقت پسندی کا ثبوت دے جیسا کہ اس نے مراکش اور تونس کے بارے میں دیا ہے ۔ اخبار نے ایک طویل مضمون شائع کیا ہے ۔ جس میں اس امر کو واضح کیا گیا ہے ۔ کہ فرانس اور اہل الجزائر کا مفاد اسی میں ہے کہ یہ مسئلہ بھی پرامن طریق پر طے ہو جائے ۔ ماسکو کے سفارتی حلقوں کا خیال ہے کہ اس مضمون میں انہی نظریات اور خیالات کو پیش کیا گیا ہے ۔ جن کا اظہار روسی وزیر خارجہ مسٹر شیپیلاف اور روسی کمیونسٹ پارٹی کے سیکرٹری مسٹر کروشچیف نے گزشتہ جمعہ کے روز فرانسیسی سفیر مقیم ماسکو کے ساتھ ملاقات کے دوران کیا تھا ۔ پراودا نے لکھا ہے کہ اگرچہ الجزائر کے باشندوں کو فرانسیسی شہریت کے حقوق حاصل ہیں لیکن عملاً وہ نوآبادیاتی مظالم کا تختہ مشق بنے ہوئے ہیں ۔ الجزائر کے اصل مالک وہاں کے قدیم باشندے ہی ہیں ۔ انہیں یہ حق ملنا چاہیئے کہ وہ اپنے مستقبل کے بارہ میں خود فیصلہ کر سکیں ۔

پاکستان کے زرعی منصوبوں کا مطالعہ کرنیوالے انڈونیشی وفد کی ربوہ میں آمد

مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم اور تبلیغ اسلام کے وسیع نظام میں گہری دلچسپی کا اظہار

ربوہ ۹ جولائی ۔ حکومت انڈونیشیا کے افسران کا ایک وفد کولمبو پلان کے تحت پاکستان میں زرعی منصوبوں کا مطالعہ کرنے حال ہی میں پاکستان آیا ہے ۔ اس وفد کے ایک گروپ کے ارکان جماعت احمدیہ کے مرکزی ادارے دیکھنے کی غرض سے کل صبح مورخہ ۸ جولائی بروز اتوار لائل پور سے بذریعہ موٹر کار ربوہ تشریف لائے وکالت تبشیر کی طرف سے ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا

وفد کا یہ گروپ جناب محمد ہارون جناب سوتن ہارون الرشید اور جناب گدیتوں پر مشتمل تھا ۔ یہ تینوں حضرات انڈونیشیا میں اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز ہیں ۔ اور لائل پور میں مقیم رہ کر پاکستان کی زرعی ترقی کا جائزہ لے رہے ہیں ۔ وفد کے دوسرے گروپ مغربی پاکستان کے دوسرے علاقوں میں مصروف کار ہیں ۔

اس موقعہ پر دفاتر تحریک جدید کے کمیٹی روم میں مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ وکیل الزراعت کی زیر صدارت ایک مجلس استقبال منعقد کی گئی جس میں صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے ناظر و وکلا حضرات اور کارکنان کثیر تعداد میں شریک ہوئے تلاوت قرآن کریم کے بعد جو انڈونیشی طالب علم منصور صاحب نے کی ۔ مکرم بشارت احمد صاحب بشیر انچارج افریقہ ڈیسک نے انگریزی زبان میں ایڈریس پیش کرتے ہوئے معزز مہمانوں کو نہایت پرخلوص طریق پر خوش آمدید کہا ۔ اور انہیں جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات سے آگاہ کیا ۔ اس ضمن میں انہوں نے دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم اور مشرق و مغرب میں تبلیغ اسلام کے وسیع نظام پر بھی روشنی ڈالی ۔ علاوہ ازیں انڈونیشیا کے احمدی احباب اپنے وطن اور اپنی قوم کی جو شاندار خدمات سرانجام دے رہے ہیں ۔ ان کا بھی خاص طور پر ذکر کیا

ایڈریس پیش ہونے کے بعد وفد کے ایک رکن جناب محمد ہارون نے انڈونیشی زبان میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا یہ امر ہمارے لئے از حد خوشی کا باعث ہے کہ جماعت احمدیہ دنیا کی مختلف زبانوں میں ربانی ...

ربوہ میں موسلادھار بارش

ربوہ ۹ جولائی ۔ یہاں مطلع گزشتہ رات سے ابر آلود تھا ۔ آج صبح ساڑھے چھ بجے موسلادھار بارش ہوئی ۔ جو ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی ۔ گہرے بادل تا حال چھائے ہوئے ہیں اور مزید بارش کا امکان ہے ۔

جہلم میں طغیانی کا خطرہ

راولپنڈی ۹ جولائی ۔ ضلع جہلم کے حکام نے لوگوں کو خبردار کیا ہے کہ دریائے جہلم میں کسی وقت بھی طغیانی آ سکتی ہے ۔

ایڈیٹر ۔ روشن دین تنویر بی ۔ اے ۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ... سے شائع کیا

خطبہ جمعہ ۲۹

ہمارا خدا زندہ اور قادر خدا ہے جو پہلے کی طرح آج بھی اپنی زندگی اور قدرت کے غیر معمولی نشان ظاہر کر رہا ہے

ہماری جماعت کا فرض ہے کہ ان نشانات سے فائدہ اٹھائے اور خدا تعالیٰ کے دامن کو ایسی مضبوطی سے پکڑے کہ وہ اس سے کبھی جدا نہ ہو

اگر انسان خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر لے تو پھر وہ اسکی بھی غیر معمولی طور پر تائید و نصرت کرتا ہے۔

— اور اسکی تمام ضروریات کا خود کفیل ہو جاتا ہے —

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

— فرمودہ ۲۹ جون سنہ ۱۹۵۶ء بمقام مری —

یہ خطبہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ملاحظہ کے بعد شائع کیا جا رہا ہے۔ خاکسار محمد یعقوب (مولوی فاضل) ازہری

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

آج میں اس مضمون پر خطبہ دینا چاہتا ہوں کہ

ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے

یہ مضمون درحقیقت سورۃ فاتحہ کا ایک حصہ ہے۔ مگر مسلمانوں کی توجہ اس کی طرف نہیں پھری۔ مثلاً جب ہم الحمد للہ رب العالمین کہتے ہیں تو پرانے مفسرین بھی اس تفسیر میں لگ جاتے ہیں اور ہم بھی یہی تفسیر شروع کر دیتے ہیں۔ کہ ہمارا خدا انسانوں کا بھی خدا ہے۔ اور جانوروں کا بھی خدا ہے۔ اور کیڑوں مکوڑوں کا بھی خدا ہے۔ اسی طرح وہ ہندوستانیوں کا بھی خدا ہے اور ایرانیوں کا بھی خدا ہے۔ اور امریکنوں کا بھی خدا ہے۔ اور ہمیں یہ بھول جاتا ہے کہ رب العالمین میں جن جہانوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ زمانہ کے لحاظ سے بھی ہو سکتے ہیں۔ پس اسکے ایک معنے یہ بھی ہیں کہ وہ خدا آدم علیہ السلام کے زمانہ کے لوگوں کا بھی خدا تھا۔ اور وہ خدا نوح علیہ السلام کے زمانہ کے لوگوں کا بھی خدا تھا۔ اور وہ خدا ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ کے لوگوں کا بھی خدا تھا۔ اور وہ خدا موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے لوگوں کا بھی خدا تھا۔ اور وہ خدا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے لوگوں کا بھی خدا تھا۔ اور وہ خدا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے لوگوں کا بھی خدا تھا۔ اور وہ خدا ہمارے زمانہ کے لوگوں کا بھی خدا ہے۔ اور وہ خدا بعد میں آنے والے لوگوں کا بھی خدا ہوگا۔ اور جو خدا آدم علیہ السلام کے زمانہ کے لوگوں کا بھی خدا تھا۔ اور ہمارے زمانہ کے لوگوں کا بھی خدا ہے اور بعد میں آنے والے لوگوں کا بھی خدا ہوگا

صاف ثابت ہوتا ہے

کہ وہ ایک زندہ خدا ہے۔ اگر وہ زندہ خدا نہ ہوتا۔ تو آدم سے لے کر اب تک ہر زمانہ کے لوگوں کا وہ کس طرح خدا ہو سکتا۔ پس الحمد للہ رب العالمین میں اس بات پر بھی زور دیا گیا ہے کہ قرآن جو خدا کو پیش کرتا ہے وہ ایک زندہ خدا ہے۔ اور ہر زمانہ کے لوگ اس سے ویسا ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جیسے پہلے لوگ فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔ چنانچہ اس ہفتہ ہی مجھے ایک مبلغ کی طرف سے ایک چٹھی آئی ہے۔ جس سے پتہ لگتا ہے کہ کس طرح ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے۔ اس کے بعد اپنا ایک ذاتی واقعہ اسکے ثبوت کے طور پر بیان کروں گا۔

وہ لکھتے ہیں کہ ہم نے یہاں

اخبار جاری کیا

اور چونکہ ہمارے پاس کوئی پریس نہیں تھا اس لئے عیسائیوں کے پریس میں وہ اخبار چھپنا شروع ہوا دو چار پرچوں تک تو وہ برداشت کرتے چلے گئے لیکن جب یہ سلسلہ آگے بڑھا تو پادریوں کا ایک وفد اس پریس کے مالک کے پاس گیا۔ اور انہوں نے کہا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم اپنے پریس میں ایک احمدی اخبار شائع کر رہے ہو۔ جو نے عیسائیوں کی جڑوں پر تبر رکھا ہوا ہے۔ چنانچہ اسے غیرت آئی۔ اور اس نے کہہ دیا کہ آئندہ میں تمہارا اخبار اپنے پریس میں نہیں چھاپوں گا کیونکہ پادری اس پر بُرا مناتے ہیں۔ جب اخبار چھپنا بند ہو گیا۔ تو عیسائیوں کو اس سے بڑی خوشی ہوئی۔ اور انہوں نے ہمیں جواب دینے کے علاوہ اپنے اخبار میں بھی ایک نوٹ لکھا۔ کہ ہم نے تو احمدیوں کا اخبار چھاپنا بند کر دیا ہے۔ اب ہم دیکھیں گے کہ اسلام کا خدا ان کے لئے کیا سامان پیدا کرتا ہے۔ یعنے پہلے ان کا اخبار ہمارے پریس میں چھپ جایا کرتا تھا۔ اب چونکہ ہم نے انکار کر دیا ہے۔ اور ان کے پاس اپنا پریس کوئی نہیں اس لئے اب ہم دیکھیں گے کہ یہ جو مسیح کے مقابلہ میں اپنا خدا پیش کیا کرتے ہیں۔ اس کی کیا طاقت ہے۔ اگر اس میں کوئی قدرت ہے تو وہ ان کے لئے خود سامان پیدا کرے۔

وہ مبلغ لکھتے ہیں

کہ جب میں نے یہ پڑھا تو میرے دل کو سخت تکلیف محسوس ہوئی۔ اور میں نے سمجھا کہ گو ہماری یہاں تھوڑی سی جماعت ہے لیکن بہرحال میں انہی کے پاس جا سکتا ہوں اور کہہ سکتا ہوں کہ اس موقعہ پر وہ ہماری مدد کریں۔ تاکہ ہم اپنا پریس خرید سکیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ میں نے لاری کا ٹکٹ لیا۔ اور پچاس تین سو میل پر ایک احمدی کے پاس گیا۔ تاکہ اسے تحریک کروں کہ وہ اس کام میں حصہ لے یہ شخص جس کے پاس ہمارا مبلغ گیا۔ کسی زمانہ میں احمدیت کا شدید مخالف ہوا کرتا تھا اتنا سخت مخالف کہ ایک دفعہ کوئی احمدی اس کے ساتھ دریا کے کنارے جا رہا تھا کہ اس احمدی نے اسے تبلیغ شروع کر دی۔ وہ دریا کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا کہ دیکھو یہ دریا ادھر سے ادھر بہہ رہا ہے۔ اگر یہ دریا یکدم اپنا رخ بدل لے اور نیچے سے اوپر کی طرف الٹا بہنا شروع کر دے تو یہ ممکن ہے لیکن میرا احمدی ہونا ناممکن ہے۔ مگر کچھ دنوں کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ کوئی بڑا عالم فاضل نہیں بلکہ

ایک لوکل افریقن احمدی

اس سے ملا اور چند دن اس سے باتیں کیں تو وہ احمدی ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی مدد کی۔ اور اس کی مالی حالت پہلے سے بہت اچھی ہو گئی۔ وہ افریقن اپنے گاؤں گاؤں کا چیف یعنے رئیس ہے۔ گو ہمارے ملک کے رئیسوں اور ان کے رئیسوں میں فرق ہوتا ہے۔ ان کے رئیس اور چیف عموماً ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے ہمارے ہاں نمبردار اور سفید پوش ہوتے ہیں گو بعض چیف بڑے بڑے بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً لنڈن میں میری ایسیشن کے موقعہ پر جو افریقن چیف آیا اس کے ماتحت تین لاکھ آدمی تھا۔ گویا ریاست پٹیالہ سے بھی بڑی ریاست اسکے ماتحت تھی۔ پس بے شک بعض بڑے بڑے چیف بھی ہوتے ہیں لیکن عموماً وہ ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے نمبردار اور سفید پوش ہوتے ہیں۔ جب ہم ان کے متعلق چیف کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو بعض احمدی اس سے دھوکا کھا جاتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس سے کوئی بہت بڑا رئیس مراد ہے حالانکہ اسکے معنے صرف ایک چھوٹے نمبردار کے ہوتے ہیں

وہاں قاعدہ یہ ہے

کہ لوگ اپنے چیف کا خود انتخاب کرتے ہیں

گاؤں والے اپنے چیف کا انتخاب کرتے ہیں۔ اور شہروں والے اپنے چیف کا انتخاب کرتے ہیں۔ گاؤں کا چیف چھوٹا چیف ہوتا ہے۔ قصبہ کا چیف اس سے بڑا چیف ہوتا ہے۔ اور شہروں کے چیف ان سے بڑے ہوتے ہیں۔ پھر ہر ضلع کے الگ الگ چیف ہوتے ہیں۔ جنہیں پیراماؤنٹ چیف کہتے ہیں۔ یعنی راجوں کا راجہ۔ بہرحال وہ مبلغ لکھتے ہیں۔ کہ میں اس چیف کی طرف گیا۔ جو ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ احمدیت میں داخل ہوا تھا۔ اور جو کسی زمانہ میں احمدیت کا اتنا مخالف ہوا کرتا تھا، کہ اس نے یہ کہا تھا۔ کہ دریا اپنا رخ بدل سکتا ہے۔ اور وہ نیچے سے اوپر کی طرف بہہ سکتا ہے۔ لیکن میں احمدی نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالےٰ کی شان دیکھو۔ کہ جونہی وہ احمدی ہوا۔ اس کی زمین میں سے ہیروں کی کان نکل آئی۔ اور گو قانون کے مطابق گورنمنٹ نے اس پر قبضہ کر لیا۔ مگر اسے کچھ رائلٹی وغیرہ دینی پڑی، جس سے یکدم اس کی مالی حالت اچھی ہونی شروع ہو گئی۔ اور جماعتی کاموں میں بھی اس نے شوق سے حصہ لینا شروع کر دیا۔ بہرحال وہ لکھتے ہیں کہ میں اس کی طرف جا رہا تھا کہ

خدا تعالےٰ نے ایسا فضل کیا

کہ ابھی اس کا گاؤں آٹھ میل پرے تھا، کہ وہ مجھے ایک دوسری لاری میں بیٹھا ہوا نظر آ گیا۔ اور اس نے بھی مجھے دیکھ لیا۔ اس وقت وہ اپنے کسی کام کے سلسلہ میں کہیں جا رہا تھا۔ وہ مجھے دیکھتے ہی لاری سے اتر پڑا۔ اور کہنے لگا کہ آپ کس طرح تشریف لائے ہیں۔ میں نے کہا کہ اس اس طرح ایک عیسائی اخبار نے لکھا ہے۔ کہ ہم نے تو ان کا اخبار چھاپنا بند کر دیا ہے۔ اگر مسیح کے مقابلہ میں ان کے خدا میں بھی کوئی طاقت ہے۔ تو وہ کوئی معجزہ دکھا دے۔ وہ کہنے لگا آپ یہیں بیٹھیں میں ابھی گاؤں سے ہو کر آتا ہوں۔ چنانچہ وہ گیا اور تھوڑی دیر کے بعد ہی اس نے پانچ سو پونڈ لا کر ہمارے مبلغ کو دے دیا۔ پانچ سو پونڈ وہ اس سے پہلے دے چکا تھا۔ گویا

تیرہ ہزار کے قریب روپیہ

اس نے دے دیا۔ اور کہا کہ میری خواہش ہے۔ کہ آپ پریس کا جلدی انتظام کریں۔ تاکہ ہم عیسائیوں کو جواب دے سکیں۔ کہ اگر تم نے ہمارا اخبار چھاپنے سے انکار کر دیا تھا۔ تو اب ہمارے خدا نے بھی ہمیں اپنا پریس دے دیا ہے۔ ایک ہزار پونڈ ہمارے ملک کی قیمت کے لحاظ سے تیرہ ہزار روپیہ کا بنتا ہے اور یہ اتنی بڑی رقم ہے۔ کہ بڑے بڑے تاجر بھی اتنا روپیہ دینے کی اپنے اندر توفیق نہیں پاتے۔ وہ بڑے مالدار ہوتے ہیں۔ مگر اتنا چندہ دینے کی ان میں ہمت نہیں ہوتی۔ انہوں نے یہ بھی لکھا کہ اس سے پہلے جب اس چیف نے پانچ سو پونڈ چندہ دیا تھا۔ تو میں ایک شامی تاجر سے بھی ملا تھا۔ میں نے اسے تحریک کی۔ کہ وہ بھی اس کام میں حصہ لے۔ اور میں نے اسے کہا کہ فلاں گاؤں کا جو رئیس ہے۔ اس نے پانچ سو پونڈ چندہ دیا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ میری طرف سے بھی آپ پانچ سو پونڈ لکھ لیں۔ اور پھر کہا کہ میں اس وقت پانچ سو پونڈ لکھواتا ہوں۔ مگر میں دوں گا اس چیف سے زیادہ

یہ کتنا بڑا ثبوت ہے

اس بات کا کہ ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے۔ ایک معمولی گاؤں کا چیف ہے۔ اور پھر احمدیت کا اتنا مخالف ہے۔ کہ کہتا ہے اگر دریا الٹا چلنے لگے۔ تو یہ ممکن ہے لیکن یہ ممکن ہی نہیں کہ میں احمدی ہو سکوں۔ مگر پھر خدا تعالیٰ اسے احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ اور نہ صرف احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ بلکہ یکدم اسے ہزاروں روپیہ سلسلہ کو پیش کرنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ یہ تو ایک

بیرونی ملک کی مثال ہے

جو بتاتی ہے کہ ہمارا خدا کس طرح ایک زندہ خدا ہے۔ اور وہ اپنے بندوں کی کیسے معجزانہ رنگ میں تائید اور نصرت فرماتا ہے۔ اب میں

اپنی مثال بیان کرتا ہوں

میں نے پچھلے دنوں تحریک جدید کے بیرونی مشنوں کے متعلق ایک خطبہ پڑھا تھا جس میں میں نے ذکر کیا تھا۔ کہ تحریک جدید کے پاس بیرونی مشنوں کے لئے اتنا کم روپیہ رہ گیا ہے۔ کہ شاید اب ہمیں اپنے مشن بند کرنے پڑیں۔ مگر ادھر میں نے یہ خطبہ پڑھا اور ادھر اللہ تعالیٰ کا فضل دیکھو کہ ایک دن میں نے ڈاک کھولی۔ تو اس میں ہمارے ایک مبلغ کا خط نکلا۔ جس میں اس نے لکھا کہ ایک جرمن ڈاکٹر نے احمدیت کے متعلق کچھ لٹریچر پڑھا۔ تو اس نے ہمیں لکھا کہ مجھے اور لٹریچر بھجواؤ۔ چنانچہ اس پر میں نے آپ کا لکھا ہوا دیباچہ قرآن اسے بھجوا دیا۔ دیباچہ پڑھ کر اس نے لکھا۔ کہ میں چاہتا ہوں۔ کہ اس کو اپنے ملک میں چھاپا جائے۔ اور بڑی کثرت سے یہاں پھیلایا جائے۔ لہذا میں اس بارہ میں آپ کی ہر طرح مدد کرنے کے لئے تیار رہوں۔ پھر اس نے لکھا۔ کہ یہاں بیس لاکھ جرمن نسل کے مسلمان پائے جاتے ہیں۔ اگر دیباچہ کا یہاں کی زبان میں ترجمہ ہو جائے۔ تو بیس لاکھ مسلمان عیسائیوں کے ہاتھ میں جانے سے بچ جائے گا۔ اور وہ احمدیت کو قبول کر لے گا۔ گویا ہم تو یہ ڈر رہے تھے۔ کہ کہیں خدانخواستہ ہمارے پہلے مشن بھی بند نہ ہو جائیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے ہماری

تبلیغ کے لئے نئے راستے

کھول دیئے۔

پھر جب خطبہ شائع ہوا۔ تو باہر سے بھی اور اندر سے بھی ہمارے خدا کے زندہ ہونے کی کثرت سے مثالیں ملنی شروع ہو گئیں۔ ایک غیر احمدی کا خط آیا۔ کہ میں نے آپ کا خطبہ پڑھا۔ تو میرا دل کانپ گیا۔ کہ آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی تکلیف کی وجہ سے کس قدر دکھ ہوا ہے۔ میں سو روپیہ کا چیک آپ کو بھجوا رہا ہوں۔ آپ اس روپیہ کو جس طرح چاہیں خرچ کریں۔ پھر ایک اور خط کھولا۔ تو وہ ایک احمدی کا تھا۔ اور اس میں یہ لکھا تھا۔ کہ میں سو روپیہ بھجوا رہا ہوں۔ تاکہ بیرونی مشنوں کے اخراجات میں جو کمی آئی ہے۔ وہ اس سے پوری ہو سکے۔ پھر ایک عورت کا خط آیا۔ کہ میں پچاس روپے بھجوا رہی ہوں۔ تاکہ جو نقصان ہوا ہے۔ اس کا ازالہ ہو سکے۔ پھر چوتھا خط میں نے کھولا۔ تو اس میں ایک ترکی پروفیسر کا ذکر تھا۔ ہمارا ایک احمدی ان دنوں

ایک ترکی پروفیسر

سے ترکی زبان سیکھ رہا ہے۔ اور ایک سو بیس روپیہ ماہوار اسے ٹیوشن دیتا ہے۔ وہ ترکی پروفیسر اسلام کا دشمن تھا۔ اور رات دن اسلام اور ہستی باری تعالےٰ پر اعتراض کرتا رہتا تھا۔ وہ احمدی لکھتا ہے، کہ میں نے ایک دن فیصلہ کیا۔ کہ چاہے میری پڑھائی ضائع ہو جائے۔ میں نے آج اس سے مذہبی بحث کرنی ہے۔ چنانچہ میں اس سے بحث کرتا رہا۔ اور پھر میں نے اسے آپ کا لکھا ہوا دیباچہ قرآن دیا۔ کہ وہ اسے پڑھے۔ وہ دیباچہ لے گیا۔ اور پڑھنے کے بعد مجھے کہنے لگا۔ کہ میں آج سے پھر مسلمان ہو گیا ہوں۔ پھر جب مہینہ ختم ہوا۔ اور میں اسے روپیہ دینے کے لئے گیا۔ تو وہ کہنے لگا۔ کہ تم مجھ پر یہ مہربانی کرو۔ کہ یہ روپیہ میری طرف سے اپنے امام کو بھجوا دو۔ اور انہیں کہو۔ کہ وہ جس طرح چاہیں اس روپیہ کو خرچ کریں۔ اب دیکھو ایک دہریہ انسان ہے۔ خدا تعالیٰ اسے پر رات دن ہنسی اڑاتا رہتا ہے۔ اسلام سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔ لیکن اس پر ایسا اثر ہوتا ہے۔ کہ جب اسے ٹیوشن کی فیس پیش کی جاتی ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ یہ روپیہ مجھے نہ دو۔ بلکہ اپنے امام کے پاس بھیج دو۔ اور انہیں کہو کہ وہ اسے جس طرح چاہیں خرچ کریں۔

اس کے بعد میں نے جو

پانچواں خط کھولا

وہ ایک احمدی دوست کا تھا۔ جو انڈونیشیا سے بھی پرے رہتے ہیں۔ انہوں نے لکھا۔ کہ یہ اطلاع ملتے ہی کہ بیرونی مشنوں کو جو روپیہ بھجوایا جاتا تھا۔ اس میں کمی آ گئی ہے۔ میں نے اڑھائی سو پونڈ لندن بنک میں تحریک جدید کے حساب میں جمع کروا دیا ہے۔ میری خواہش تھی۔ کہ میں چھ سو پونڈ جمع کراؤں۔ مگر سردست فوری طور پر میں نے اڑھائی سو پونڈ بنک میں جمع کرا دیا ہے۔ پھر چھٹا خط میں نے کھولا۔ تو وہ ایک ایسے دوست کی طرف سے تھا۔ جو پاکستان سے باہر کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے لکھا۔ کہ آپ اس فکر میں اپنی صحت کیوں برباد کر رہے ہیں۔ ہماری جائیدادیں اور ہمارے بیوی بچے کس غرض کے لئے ہیں۔ ہم ان سب کو قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ پونڈوں کا فکر نہ کریں۔ آپ جتنے پونڈ چاہیں ہم جمع کر دیں گے۔ اور اس بارہ میں آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونے دیں گے۔ غرض اس طرح متواتر خطوط آنے شروع ہو گئے ہیں۔ کہ صاف معلوم ہوتا ہے۔ اس خطبہ کے پہنچتے ہی تمام جماعتوں میں

ایک آگ سی لگ گئی ہے

اور لوگ انتہائی بیتابی کے ساتھ اسی کمی کو پورا کرنے کے لئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اسی طرح پشاور سے ایک دوست کا خط آیا۔ جس میں انہوں نے لکھا کہ یہ خطبہ پڑھ کر مجھے سخت تکلیف ہوئی ہے۔ اگر تمام احمدی کوشش کریں۔ تو کیا وہ سات ہزار دو سو پونڈ بھی جمع نہیں کر سکتے۔ ہم

خدا تعالےٰ کے فضل سے

اس کام کے لئے پوری طرح تیار ہیں۔ اور ہم خود اس روپیہ کو جمع کریں گے۔ آپ اس بارہ میں کسی قسم کی تشویش سے کام نہ لیں۔

یہ تو کل اور پرسوں کی ڈاک کا ذکر تھا۔ آج ڈاک آئی۔ اور میں نے اسے کھولا۔ تو اس میں سے ایک شہر کی خدام الاحمدیہ کی مجلس کی طرف سے خط نکلا جس میں

یہ ذکر تھا۔ کہ ہم نے آپ کا خطبہ تمام خدام کو پڑھ کر سنایا۔ جس پر فوراً مقامی خدام نے دو سو روپیہ چندہ کے وعدے لکھوا دیئے۔ اور ہم کوشش کر رہے ہیں۔ کہ یہ روپیہ وصول کر کے بہت جلد مرکز میں بھجوا دیں۔ انہوں نے یہ چندہ گو ہمبرگ کی مسجد کے لئے جمع کیا ہے۔ مگر بہر حال وہ بھی اسی کام میں شامل ہے۔ غرض دیکھو ہمارا خدا کیسا زندہ خدا ہے۔ کہ جو کام ہم نہیں کر سکتے تھے۔ اس کے لئے وہ آپ سامان مہیا کر رہا اور خود لوگوں کے دلوں میں تحریک کر رہا ہے۔ چنانچہ ایک طرف ایک ٹرکی پروفیسر کے دل میں تحریک پیدا ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنی کمائی کا روپیہ اپنی ذات پر خرچ کرنے کی بجائے تبلیغ اسلام کے لئے بھجوا دے۔ تو دوسری طرف ایک جرمن ڈاکٹر کے دل میں تحریک پیدا ہوتی ہے۔ کہ ہم خود اسلام کی اشاعت میں حصہ لینے کے لئے تیار ہیں۔ آپ دیباچہ کا ترجمہ ہماری ملکی زبان میں کروا دیں۔ تو لاکھوں لوگ احمدی ہونے کے لئے تیار ہیں۔ اسی طرح جو پاکستان سے باہر احمدی رہتے ہیں۔ ان کے دل میں تحریک پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ لکھتے ہیں کہ آپ کیوں فکر کرتے ہیں۔ آپ ہمیں حکم دیں۔ تو ہم اپنے بیوی بچے بھی اس راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور جتنے پونڈ چاہیں گے ہم جمع کر دیں گے۔ مگر ہم سے یہ تکلیف نہیں دیکھی جاتی۔ کہ آپ فکر اور تشویش سے اپنی صحت کو بھی برباد کر لیں۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اپنے

زندہ اور قادر ہونے کا ایک نمایاں ثبوت

ہمارے سامنے پیش کر دیا ہے۔ اور بتا دیا ہے۔ کہ وہ کتنی بڑی طاقتیں رکھنے والا خدا ہے۔

پھر دیکھو ایک عیسائی اخبار نے چیلنج دیا۔ کہ تم نے عیسائیت کا مقابلہ شروع کر رکھا تھا۔ اب جبکہ عیسائی پریس نے تمہارا اخبار شائع کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ہم دیکھیں گے۔ کہ تمہارا خدا تمہاری کیا مدد کرتا ہے۔ اِدھر اس نے یہ چیلنج دیا۔ اور اُدھر فوراً اللہ تعالیٰ نے ایک معمولی درجہ کے رئیس کے دل میں غیرت پیدا کر دی اور اس نے تیرہ ہزار

اسلامی پریس کے لئے

چندہ دے دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے بڑے بھاری نشانات ہیں۔ جن سے اس کی ہستی کا ثبوت ملتا ہے۔ اور اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ وہ جہاں چاہتا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں

قربانی اور ایثار کا مادہ

پیدا کر دیتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں وہ ایسی ایسی قربانیوں کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ کہ انہیں دیکھ کر حیرت آتی ہے۔ پس ہماری جماعت کو ہمیشہ وہ سبق یاد رکھنا چاہیئے۔ جو الحمد للہ رب العالمین میں دیا گیا ہے۔ اور اس بات کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ کی تعریف اسی وجہ سے ہے۔ کہ وہ ہر زمانہ کے لوگوں کے لئے ایک زندہ خدا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا۔ تو ہم الحمد للہ رب العالمین کس طرح کہہ سکتے تھے۔ اگر وہ صرف آدمؑ کے زمانہ میں زندہ خدا تھا۔ تو نوحؑ کے زمانہ میں لوگ اس کی کیوں تعریف کرتے۔ اور اگر وہ صرف نوحؑ کے زمانہ میں زندہ خدا تھا۔ تو ابراہیمؑ کے زمانہ میں لوگ اسکی کیوں تعریف کرتے۔ اور اگر وہ صرف ابراہیمؑ کے زمانہ میں زندہ خدا تھا۔ تو موسیٰؑ کے زمانہ میں لوگ اس کی کیوں تعریف کرتے۔ اور اگر وہ صرف موسیٰؑ کے زمانہ میں زندہ خدا تھا۔ تو عیسیٰؑ کے زمانہ میں لوگ اس کی کیوں تعریف کرتے۔ اور اگر وہ صرف عیسیٰؑ کے زمانہ میں زندہ خدا تھا۔ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں لوگ اس کی کیوں تعریف کرتے۔ اور اگر وہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں زندہ خدا تھا۔ تو آج کے زمانہ کے لوگ اس کی کیوں تعریف کرتے۔

وہ زندہ ہے اور زندہ رہے گا اور ہر زمانہ کے لوگ اس کی تعریف کرتے چلے جائیں گے۔ اور اس کے نشانات سے اپنے ایمانوں کو تازہ کرتے رہیں گے۔ اور جب بھی اس کے بندے مشکلات میں پھنسیں گے۔ اور اس کے دین پر تکلیف کا زمانہ آئے گا۔ وہ اپنے مخفی الہام سے انسانوں کے دلوں میں تحریک کرے گا۔ کہ اٹھو اور میرے

دین کے جھنڈے کے نیچے

جمع ہو جاؤ

اور سچے مومن لبیک کہتے ہوئے اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں گے اور دین کو مشکلات سے نکال لیں گے۔ یہاں تک کہ دنیا حیران ہو جائے گی اور شیطان مایوسی سے مر جائیگا۔

جب ۱۹۵۳ء میں فسادات ہوئے تو اس وقت میں نے بڑے زور سے اعلان کیا۔ کہ اے احمدیو تم گھبراؤ نہیں۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ خدا ہماری مدد کے لئے دوڑا چلا آ رہا ہے۔ اور میرے اس اعلان کے معاً بعد لاہور میں مارشل لاء نافذ ہو گیا۔ اس وقت بعض افسروں نے کہا۔ کہ آپ کے اس فقرہ سے اشتعال پیدا ہوتا ہے۔ میں نے ان کو جواب دیا۔ کہ جب مجھے خدا آتا ہوا نظر آتا ہے۔ تو کیا میں جھوٹ بولوں۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ ہی اپنے سچے بندوں کی مدد کے لئے آیا کرتا ہے۔ اور اب بھی آئے گا۔ اور ہمیشہ ہی آتا رہے گا۔ اگر یہ سلسلہ جاری نہ ہو تو خدا تعالیٰ کے دین کے خادم تباہ ہو جائیں۔ اور ان کے دل غم سے ٹوٹ جائیں۔

غرض اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے نشانات ہمیشہ دکھاتا چلا آیا ہے۔ اور دکھاتا چلا جائے گا۔ اور جب وہ دکھاتا ہے۔ تو بڑے بڑے سخت دل لوگوں کو بھی اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے۔ بیسیوں نہیں سینکڑوں غیر احمدی ایسے ہیں۔ جو فسادات کے بعد مجھے ملے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ ہمیں آپ کا وہ فقرہ اب تک یاد ہے۔ کہ تم مت گھبراؤ میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ

خدا ہماری مدد کیلئے دوڑا چلا آ رہا ہے

جب مارشل لاء نافذ ہوا۔ اور فوجیں لاہور میں داخل ہو گئیں۔ تو ہم نے سمجھ لیا۔ کہ آپکی وہ پیشگوئی پوری ہو گئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کو لفظاً لفظاً سچا ثابت کر دیا ہے۔ غرض ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے۔ اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ وہ آدمؑ کے زمانہ میں بھی زندہ تھا۔ وہ نوحؑ کے زمانہ میں بھی زندہ تھا۔ وہ ابراہیمؑ کے زمانہ میں بھی زندہ تھا۔ وہ موسیٰؑ کے زمانہ میں بھی زندہ تھا۔ وہ عیسیٰؑ کے زمانہ میں بھی زندہ تھا۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں بھی زندہ تھا۔ اور وہ آج بھی زندہ ہے۔ اور اگر دنیا اور ہزار سال تک قائم رہے گی۔ تو ہزار سال تک اور اگر ایک کروڑ سال تک قائم رہے گی۔ تو کروڑ سال تک اور اگر ایک ارب سال تک قائم رہے گی۔ تو ایک ارب سال تک وہ اپنی زندگی کے نشانات دکھاتا چلا جائے گا۔ کیونکہ وہ

وہ حی و قیوم خدا ہے

اور وہ لا تاخذہ سنۃ ولا نوم کا مصداق ہے۔ اس پر جب اونگھ اور نیند بھی نہیں آتی۔ تو اس کے زندہ نشانات کا سلسلہ کس طرح ختم ہو سکتا ہے۔ جب ایسے خدا سے انسان اپنا تعلق پیدا کر لیتا ہے۔ تو اس کی ساری ضرورتوں کا وہ آپ کفیل ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ اس کی تائید کیلئے اپنے

غیر معمولی نشانات

ظاہر کرتا ہے۔

ہم نے دیکھا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے پاس اکثر لوگ اپنی امانتیں رکھواتے تھے اور آپ اس میں سے ضرورت پر خرچ کرتے رہتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس طرح رزق دیتا رہتا ہے۔ بعض دفعہ ہم نے دیکھا کہ امانت رکھوانے والا آپ کے پاس آتا۔ اور کہتا کہ مجھے روپیہ کی ضرورت ہے۔ میری امانت مجھے واپس دے دی جائے۔ آپ کی طبیعت بڑی سادہ تھی۔ اور معمولی سے معمولی کاغذ کو بھی آپ ضائع کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ جب کسی نے مطالبہ کرنا تو آپ نے ردی سا کاغذ اٹھانا اور اسی پر اپنی بیوی کو لکھ دینا کہ امانت میں سے دو سو روپیہ بھجوا دیا جائے۔ اندر سے بعض دفعہ جواب آتا کہ روپیہ تو خرچ ہو چکا ہے۔ یا اتنے روپے ہیں۔ اور اتنے روپوں کی کمی ہے۔ آپ نے اسے فرمانا کہ ذرا ٹھہرو۔ ابھی روپیہ آ جاتا ہے۔ اتنے میں ہم نے دیکھنا کہ کوئی شخص دھوتی باندھے ہوئے جو ناگڑھ یا بمبئی کا رہنے والا چلا آ رہا ہے۔ اور اس نے آ کر اتنا ہی روپیہ آپ کو پیش کر دیا ہے۔

ایک دن لطیفہ ہوا

کسی نے اپنا روپیہ مانگا۔ اسی دن آپ کے پاس کوئی روپیہ نہیں تھا مگر اسی وقت ایک شخص علاج کے لئے آ گیا۔ اور اس نے ایک پڑیہ میں کچھ رقم لپیٹ کر آپ کے سامنے رکھ دی۔ حافظ روشن علی صاحب رضی کو علم تھا۔ کہ روپیہ مانگنے والا کتنا روپیہ مانگتا ہے۔ آپ نے حافظ صاحب رضی سے فرمایا۔ کہ دیکھو اس میں

کتنی رقم ہے

انہوں نے گنا۔ تو کہنے لگے۔ بس اتنی ہی رقم ہے جتنی رقم کی آپ کو ضرورت تھی۔ آپ نے فرمایا۔ یہ اس قارض کو دے دو۔ اسی طرح آپ ایک پرانے بزرگ کا قصہ سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ ایک قرضخواہ ان کے پاس آ گیا۔ اور اس نے کہا۔ کہ آپ نے میری اتنی رقم دینی ہے۔ اور اس پر اتنا عرصہ گذر چکا ہے۔ اب آپ میرا روپیہ ادا کریں۔ انہوں نے کہا۔ کہ میرے پاس تو ہے نہیں جب آئیگا تمہیں دے دوں گا۔ وہ کہنے لگا تم بڑے بزرگ بنے پھرتے ہو اور قرض لے کر ادا نہیں کرتے۔ یہ کہاں کی شرافت ہے۔ اتنے میں وہاں ایک حلوا

پیچھے والا لڑکا آ گیا۔ انہوں نے اسے کہا کہ آٹھ آنے کا حلوا دے دو۔ لڑکے نے حلوا دے دیا اور انہوں نے وہ حلوا اس فقیر کو کھلا دیا۔ لڑکا کہنے لگا کہ میرے پیسے میرے حوالے کیجئے وہ کہنے لگے کہ تم آٹھ آنے مانگتے ہو اور میرے پاس تو دو آنے بھی نہیں۔ وہ لڑکا شور مچانے لگ گیا۔ یہ دیکھ کر وہ قرض خواہ کہنے لگا کہ یہ کیسی بے حیائی ہے کہ میری رقم تو ماری ہی تھی اس غریب کی اٹھنی بھی ہضم کر لی ہے۔ غرض وہ دونوں شور مچاتے رہے اور وہ بزرگ اطمینان سے اپنی جگہ بیٹھے رہے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے اپنی جیب میں سے ایک پڑیہ نکال کر انہیں پیش کی اور کہا کہ یہ فلاں امیر نے

آپ کو نذرانہ بھیجا ہے

انہوں نے اسے کھولا تو اس میں روپے تو اتنے ہی تھے جتنے قرضخواہ مانگتا تھا مگر اس میں اٹھنی نہیں تھی کہنے لگے یہ میری پڑیہ نہیں اسے واپس لے جاؤ یہ سنتے ہی اس کا رنگ فق ہو گیا اور اس نے جھٹ اپنی جیب سے ایک دوسری پڑیہ نکالی اور کہنے لگا کہ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ آپ کی پڑیہ یہ ہے۔ انہوں نے اسے کھولا تو اس میں اتنے ہی روپے تھے جو قرضخواہ مانگ رہا تھا اور ایک اٹھنی بھی تھی انہوں نے دونوں کو بلایا اور وہ روپے انہیں دے دئے۔ غرض زندہ خدا اپنے بندوں کی تائید میں ہمیشہ اپنے نشانات دکھاتا ہے۔ انسان بعض دفعہ اپنی بیماری یا کمزوری ایمان کی وجہ سے گھبرا جاتا ہے لیکن جس کے ساتھ خدا ہوتا ہے وہ اس کی غیب سے مدد کرتا ہے۔ میرے لئے یہ سخت صدمہ اور رنج کی بات تھی۔ کہ تحریک جدید کے بیرونی مشنوں کے لئے ہمارے پاس کوئی خرچ نہیں رہا۔ چنانچہ کچھ دن میں خطرناک طور پر بیمار رہا۔ بلکہ ابھی تک طبیعت پوری پوری طرح سنبھلی نہیں لیکن

نشان الٰہی دیکھو

کہ ادھر مجھے فکر پیدا ہوا اور ادھر اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا میں لوگوں کے دلوں میں تحریک پیدا کرنی شروع کر دی۔ جن میں احمدی بھی تھے۔ اور غیر احمدی بھی تھے اور پاکستانی بھی تھے اور غیر پاکستانی بھی تھے۔ کسی نے سو پیش کیا کسی نے سوا سو۔ کسی نے ڈیڑھ سو۔ کسی نے اڑھائی سو پونڈ اور کسی نے غیر معین طور پر لکھ دیا کہ جتنے پونڈ آپ کہیں گے۔ ہم جمع کر دیں گے۔ آپ فکر

نہ کریں۔ دیکھو یہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا کیا عظیم الشان ثبوت ہے کہ اس نے آپ ہی آپ سامان پیدا کرنے شروع کر دئے اور لوگوں کے دلوں میں اخلاص اور محبت کی ایک لہر پیدا کر دی۔ ورنہ انسان کے اندر کیا طاقت ہے کہ وہ کچھ کر سکے۔ ہمارے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ ہمیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ایک زندہ اور قادر خدا کا دامن پکڑنے کی توفیق مل گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ اپنے والد صاحب کا

ایک قصہ سنایا کرتے تھے

میاں بدر محی الدین صاحب جو بٹالہ کے رہنے والے تھے ان کے والد جن کا نام غالباً پیر غلام محی الدین تھا۔ ہمارے دادا کے بڑے دوست تھے۔ اس زمانہ میں کمشنر موجودہ زمانہ کے گورنر کی طرح سمجھا جاتا تھا۔ اور وہ امرتسر میں اپنا دربار لگایا کرتا تھا۔ جس میں علاقہ کے تمام بڑے بڑے رؤسا شامل ہوا کرتے تھے۔ ایک دفعہ امرتسر میں دربار لگا۔ تو ہمارے دادا کو بھی دعوت آئی۔ اور چونکہ انہیں معلوم تھا کہ پیر غلام محی الدین صاحب بھی اس دربار میں شامل ہوں گے۔ اسلئے وہ گھوڑے پر سوار ہو کر بٹالہ میں ان کے مکان پر پہنچے۔ وہاں انہوں نے دیکھا کہ ایک غریب آدمی پیر غلام محی الدین صاحب کے پاس کھڑا ہے اور وہ اس سے کسی بات پر گفتگو کر رہے ہیں۔ جب انہوں نے دادا صاحب کو دیکھا تو کہنے لگے مرزا صاحب دیکھئے یہ میراثی کیا بے وقوف ہے۔ کمشنر صاحب کا دربار منعقد ہو رہا ہے اور یہ کہتا ہے کہ وہاں جا کر کمشنر صاحب سے کہا جائے کہ گورنمنٹ نے اس کی ۲۵ ایکڑ زمین ضبط کر لی ہے یہ زمین اسے واپس دی جائے۔ بھلا یہ کوئی بات ہے کہ دربار کا موقع ہو اور

کمشنر صاحب تشریف لائے

ہوئے ہوں اور ایک میراثی کو ان کے سامنے پیش کر دیا جائے اور کہا جائے کہ اس کی ۲۵ ایکڑ زمین ضبط ہو گئی ہے۔ وہ اسے واپس دلا دی جائے۔ چونکہ وہ پیر تھے گو درباری بھی تھے اسلئے انہیں یہ بات بہت عجیب معلوم ہوئی دادا صاحب اس میراثی سے کہنے لگے کہ تم میرے ساتھ چلو چنانچہ وہ اسے ساتھ لے کر امرتسر پہنچے۔ جب دربار لگا اور کمشنر صاحب آ گئے تو ہمارے دادا اٹھ کر کمشنر کے پاس چلے گئے اور اپنے ساتھ اس میراثی کو بھی لے لیا اور کمشنر سے کہنے لگے کہ کمشنر صاحب ذرا اس کی بانہہ پکڑ لیں۔ وہ کہنے لگا۔

مرزا صاحب اس کا کیا مطلب انہوں نے کہا مطلب میں پھر بتاؤں گا۔ پہلے آپ اس کی بانہہ پکڑ لیں۔ چنانچہ ان کے کہنے پر اس نے میراثی کی بانہہ پکڑ لی۔ اس پر ہمارے دادا صاحب کہنے لگے۔ ہماری پنجابی زبان میں ایک مثال ہے کہ " بانہہ پھڑے دی لاج رکھنا " کمشنر پھر حیران ہوا اور کہنے لگا اس کا کیا مطلب۔ وہ کہنے لگے۔

اس کا مطلب یہ ہے

کہ جب آپ نے ایک شخص کا بازو پکڑا ہے تو پھر اس بازو پکڑنے کی لاج بھی رکھنا اور اسے چھوڑنا نہیں۔ وہ کہنے لگا مرزا صاحب آپ یہ بتائیں کہ آپ کا اس سے مقصد کیا ہے انہوں نے کہا اس کی ۱۲۵ ایکڑ زمین تھی جو گورنمنٹ نے ضبط کر لی ہے۔ آپ لوگ مغل بادشاہوں کے قائم مقام ہیں۔ اور مغل بادشاہوں کا یہ طریق تھا کہ وہ ہزاروں ایکڑ زمین لوگوں کو انعام کے طور پر دے دیا کرتے تھے۔ اب یہ غریب حیران ہے کہ ہم پر عجیب لوگ حاکم بن کر آ گئے ہیں۔ کہ میرے پاس جو پہلے ۱۲۵ ایکڑ زمین تھی وہ بھی انہوں نے ضبط کر لی ہے۔ اس پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے اسی وقت اپنے میر منشی کو بلایا اور اسے کہا کہ ابھی یہ بات نوٹ کر لو اور آرڈر دے دو کہ اس شخص کو زمین واپس دے دی جائے

اسی طرح

خدا تعالےٰ کے ساتھ تعلق

رکھنا بھی " بانہہ پھڑے دی لاج " رکھنے والی بات ہوتی ہے۔ جس طرح کمشنر نے اس میراثی کی بانہہ پکڑنے کے بعد اس کی لاج رکھی۔ اسی طرح خدا جس کی بانہہ پکڑے اس کی بھی وہ لاج رکھ دیتا ہے۔ صرف اتنی بات ہے کہ انسان اپنی کم حوصلگی کی وجہ سے بعض دفعہ گھبرا جاتا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ جب دینے پر آتا ہے تو ایسے ایسے رستوں سے دیتا ہے کہ حیرت آتی ہے۔ اب تو ہماری جماعت خدا تعالےٰ کے فضل سے بڑی ترقی کر گئی ہے اور ہماری مثال حضرت عائشہ رضؓ والی ہو گئی ہے۔ جب مدینہ میں پہلی دفعہ ہوائی چکیاں آئیں اور باریک آٹا پسنے لگا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ازواج مطہرات میں سے سب سے پہلے حضرت عائشہ رضؓ رضی اللہ عنہا کو یہ آٹا تحفۃً پیش کیا جائے۔ چنانچہ مدینہ میں سب سے پہلے یہ آٹا حضرت عائشہ رضؓ رضی اللہ عنہا کے گھر بھجوا دیا گیا اور اس کے پھلکے تیار کئے گئے۔

حدیثوں میں آتا ہے

کہ اس سے پہلے پتھر پر دانے کوٹ کر دلیہ سا بنا لیا جاتا تھا۔ اور اس کی روٹی تیار کی جاتی تھی۔ جب پہلی دفعہ نرم اور ملائم آٹے کی روٹی پکا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے اس میں سے ایک لقمہ توڑ کر اپنے مونہہ میں ڈالا اور پھر آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگ گئے۔ ایک عورت جو پاس بیٹھی ہوئی تھی وہ کہنے لگی۔ بی بی آپ روتی کیوں ہیں روٹی تو بڑی ملائم اور نرم ہے۔ اور ہم نے اس آٹے کی بڑی تعریف سنی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں اسلئے نہیں روتی کہ آٹا خراب ہے۔ بلکہ مجھے اس روٹی کو دیکھ کر

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ

یاد آ گیا ہے ہم اس زمانہ میں دانوں کو پتھروں سے کچل کر دلیہ سا بنا لیتی تھیں اور اسکی روٹیاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کھلایا کرتی تھیں۔ آخری عمر میں جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ضعیف ہو گئے۔ تو آپ کے لئے روٹی چبانا بڑا مشکل ہو گیا تھا۔ پس مجھے اس روٹی کو دیکھ کر رونا آ گیا اور مجھے خیال آیا کہ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی

یہ چکیاں ہوتیں

تو میں آپ کو اس آٹے کی روٹی پکا کر کھلاتی ہمارا بھی یہی حال ہے۔ اب تو ہمارا صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ چودہ پندرہ لاکھ کا ہے اور تحریک جدید کا بجٹ بھی بارہ تیرہ لاکھ کا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں یہ کیفیت تھی کہ کئی مقامات پر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے یہ لکھا ہے کہ اب تو ہم پر اتنا بوجھ ہے کہ پندرہ سو روپیہ ایک مہینہ کا خرچ ہے۔ گویا اس زمانہ میں اٹھارہ ہزار روپیہ کا سالانہ خرچ تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے بڑا بوجھ قرار دیتے تھے۔ لیکن اس زمانہ میں بعض

ایسے احمدی ہیں

کہ ان میں سے ایک ایک اس بوجھ کو آسانی کے ساتھ اٹھا سکتا ہے اس وقت بعض دفعہ ایسی حالت ہوتی تھی کہ لنگر میں آٹا

نہیں ہوتا تھا اور منتظمین کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں روپیہ کے لئے درخواست کرنی پڑتی تھی۔ ایسے ہی ایک دفعہ جب خط لکھا گیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ عرصہ کے لئے باغ میں تشریف لے گئے تو

مجھے خوب یاد ہے

ایک دن آپ باہر سے آئے تو اللہ تعالیٰ کی بڑی حمد و ثنا کر رہے تھے۔ اس وقت آپ نے حضرت اماں جان کو بلایا اور فرمایا یہ گٹھڑی لے لو اور دیکھو کہ اس میں کتنی رقم ہے۔ حضرت ام المومنینؓ نے کمرہ سے باہر نکل کر بتایا کہ اس کپڑے میں چار سو یا پانچ سو کی رقم ہے۔ آپ نے فرمایا آج ہی لنگر والے آٹے کے لئے روپیہ مانگ رہے تھے اور میرے پاس کوئی روپیہ نہیں تھا۔ اور میں حیران تھا کہ اس کا کیا انتظام ہوگا۔ اتنے میں میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک غریب آدمی جس نے میلے سے کپڑے پہنے ہوئے تھے آیا اور اس نے یہ گٹھڑی مجھے دے دی میں نے سمجھا کہ اس میں پیسے ہی ہوں گے لیکن اب معلوم ہوا کہ روپے تھے۔ اس پر آپ دیر تک اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے رہے کہ اس نے کیسا فضل نازل فرمایا ہے۔ بیشک اس وقت ہماری نگاہ میں چار سو روپیہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا لیکن اس وقت ہم ان چیزوں کو دیکھتے تو ہمارا ایمان تازہ ہوتا تھا۔ اور اب ہمیں اس سے سینکڑوں گنے زیادہ روپیہ ملتا ہے۔ اور وہ روپیہ ہمارے

ایمانوں کو بڑھاتا ہے

میں نے دیکھا ہے۔ مجھے اپنی عمر میں بعض غیر احمدیوں نے دو دو تین تین چار چار ہزار روپیہ نذرانہ کے طور پر دیا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں یہ حالت تھی کہ آپ کو چار سو روپیہ ملا تو آپ نے سمجھا کہ شاید اس میں پیسے ہی ہوں گے۔ ورنہ اتنا روپیہ کون دے سکتا ہے۔ آج اگر وہی زمانہ ہوتا تو وہ لوگ جو اس وقت افسوس کرتے ہیں ان کو بھی قربانی کا موقع مل جاتا اور ہر شخص قربانی کرکے سمجھتا کہ مجھے خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت کا موقع عطا فرما کر مجھ پر احسان فرمایا ہے۔ لیکن وہ زمانہ تو گذر گیا۔ اب پھر ایک دوسرا زمانہ آگیا ہے۔ جس میں خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے دین کی خدمت کے زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا کر رہا ہے۔ بہرحال ہر زمانہ کے لحاظ سے خدا اپنی زندگی کا ثبوت دیتا چلا آیا ہے۔ اُس زمانہ میں چار سو روپیہ کا مل جانا خدا تعالیٰ کے زندہ ہونے کا ایک ثبوت تھا۔ اور اس زمانہ میں کبھی کبھی چالیس پچاس ہزار روپیہ کا آنا اس کی زندگی کا ثبوت دیتا ہے اور آج خدا تعالیٰ کے زندہ ہونے کا ثبوت وہ اڑھائی سو پونڈ ہیں جو ایک دوست نے اطلاع ملتے ہی لنڈن بنک میں جمع کروا دیئے۔ اسی طرح اس ترکی یا دغیر کا وہ روپیہ بھی زندہ خدا کا ایک نشان ہے۔ جو اس نے اپنے اوپر خرچ کرنے کی بجائے مجھے دین پر خرچ کرنے کے لئے بھجوا دیا۔ اور یا پھر خدا تعالیٰ کے زندہ ہونے کا ثبوت اس حبشی چیف کا واقعہ ہے جس نے احمدیہ پریس کے لئے ایک ہزار پونڈ دو قسطوں میں دیدیا۔ اور یا پھر خدا تعالیٰ کے زندہ ہونے کا ثبوت افریقہ کے اس دوست کا خط ہے جنہوں نے لکھا کہ آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں۔ آپ روپیہ کے متعلق کسی قسم کا فکر نہ کریں۔ بیرونی مشنوں کے لئے جتنے پونڈوں کی ضرورت ہو ہمیں لکھیں ہم کسی نہ کسی طرح جمع کر دیں گے۔ غرض خدا تعالیٰ ہر زمانہ میں اپنے زندہ ہونے کا ثبوت مہیا کرتا ہے اور اس طرح وہ اپنے مومن بندوں کے ایمانوں کو بڑھاتا رہتا ہے مجھے

وہ زمانہ خوب یاد ہے

جب اشتہار چھپوانے کے لئے بھی ہمارے پاس کوئی روپیہ نہیں ہوتا تھا میں جب خلیفہ ہوا اور غیر مبائعین کے مقابلہ میں میں نے پہلا اشتہار لکھا تو اس وقت ہماری مالی حالت اتنی کمزور تھی کہ اس اشتہار کے چھپوانے کے لئے بھی ہمارے پاس کوئی روپیہ نہیں تھا۔ ہمارے نانا جان میر ناصر نواب صاحب مرحوم کو اس کا علم ہوا تو اس وقت ہسپتال اور مسجد کے لئے چندہ جمع کر رہے تھے۔ انہوں نے اڑھائی سو روپیہ کی پوٹلی لاکر میرے سامنے رکھ دی اور کہا کہ آپ اس روپیہ کو استعمال کریں۔ جب آپ کے پاس روپیہ آئے گا تو وہ مجھے دیدیں۔ چنانچہ پہلا اشتہار ہم نے انہی کے روپیہ سے شائع کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے وہ دن دکھایا کہ یا تو دو سو اور اڑھائی سو کے لئے ہمارے کام رکے ہوئے تھے اور یا اب ایک ایک شخص ہی بیس بیس ہزار روپیہ دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ مثلاً پچھلے سال میں بیمار ہوا تو ڈاکٹروں نے مجھے

ولایت جانے کا مشورہ دیا

اس پر اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ اس نے ایک لاکھ سے زیادہ روپیہ اس غرض کے لئے جمع کر دیا غرض زمانہ ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں اور بدلتے چلے جائیں گے۔ ایک زمانہ میں لوگ اربوں ارب روپیہ دیں گے اور انہیں پتہ بھی نہیں لگے گا کہ ان کے مال میں سے کچھ کم ہوا ہے۔ کیونکہ دینے والے کھرب پتی ہوں گے اور جب وہ بیس یا تیس یا پچاس ارب روپیہ دیں گے تو انہیں پتہ بھی نہیں لگے گا کہ اُن کے خزانہ میں کوئی کمی آئی ہے اس وقت انہیں یاد بھی نہیں رہیگا کہ کسی زمانہ میں پچاس روپیہ کی بھی ضرورت ہوتی تھی۔ تو اس کے لئے بھی دعائیں کرنی پڑتی تھیں۔

تم تذکرہ پڑھو

تو تمہیں اس میں یہ لکھا ہوا دکھائی دے گا۔ کہ ایک دفعہ ہمیں پچاس روپیہ کی ضرورت پیش آئی اور جیسا کہ اہل اللہ پر کبھی کبھی ایسی حالت گذرتی ہے۔ اس وقت ہمارے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ تب ہم نے وضو کیا اور جنگل میں جاکر دعا کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام نازل ہوا کہ

"دیکھ میں تیری دعاؤں کو کیسے جلد قبول کرتا ہوں"

اس کے بعد ہم واپس آئے تو بازار سے گذرے اور ڈاکخانہ والوں سے پوچھا کہ کیا ہمارے نام کوئی منی آرڈر آیا ہے یا نہیں۔ انہوں نے ایک خط دیا۔ جس میں لکھا تھا کہ پچاس روپے آپ کے نام بھجوا دئے گئے ہیں۔ چنانچہ اسی دن یا دوسرے دن وہ روپیہ ہمیں مل گیا (تذکرہ صفحہ ۱۰۲)

غرض ایک زمانہ ایسا گذرا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پچاس روپوں کے لئے بھی فکر ہوتا تھا۔ کہ وہ کہاں سے آئیں گے اور یا اب یہ حالت ہے کہ سندھ میں جو میری اور سلسلہ کی زمینیں ہیں ان پر تین ہزار روپیہ ماہوار تک تنخواہوں کا ہی دینا پڑتا ہے۔ گویا

کجا تو یہ حالت تھی

کہ پندرہ سو روپیہ ماہوار کا خرچ ساری جماعت کے لئے بوجھ سمجھا جاتا تھا۔ اور پچاس روپیہ کی ضرورت کو اتنا شدید سمجھا جاتا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے لئے خاص طور پر علیحدگی میں دعا کرنا ضروری سمجھا اور کجا یہ حالت ہے کہ اسی شخص کا بیٹا سینکڑوں روپیہ ماہوار اپنے کارکنوں کو تنخواہ میں دیتا ہے۔ اور انجمن کے افسروں کو ملاکر وہ رقم ہزاروں روپیہ کی بن جاتی ہے اور بیرون کے دفتروں کو ملا کر کوئی نوے ہزار ماہوار کی رقم بن جاتی ہے

یہ کتنا عظیم الشان فرق ہے

جو ہر شخص کو دکھائی دے سکتا ہے مگر ابھی کیا ہے ابھی تو صرف ہزاروں روپیہ خرچ ہو رہا ہے۔ پھر کوئی وقت ایسا آئے گا کہ صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کی تین تین ارب کا بجٹ ہوگا۔ پھر ایسا زمانہ آئیگا۔ کہ ان کا تین تین کھرب کا بجٹ ہوگا۔ یعنی صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کا سالانہ بجٹ ۶، ۷ کھرب کا ہوگا۔ پھر یہ بجٹ پدم پر جا پہنچے گا۔ کیونکہ دنیا کی ساری دولت احمدیت کے قدموں میں جمع ہو جائے گی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف طور پر لکھا ہے کہ مجھے یہ فکر نہیں کہ روپیہ کہاں سے آئے گا۔ مجھے یہ فکر ہے کہ اس روپیہ کو دیانت داری کے ساتھ خرچ کرنے والے کہاں سے آئیں گے۔ چنانچہ دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے

وصیّت کا نظام

جاری فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسی برکت رکھ دی کہ باوجود اس کے کہ انجمن کے کام ایسے ہیں جو دلوں میں جوش پیدا کرنے والے نہیں۔ پھر بھی صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ تحریک جدید کے بجٹ سے ہمیشہ بڑھا رہتا ہے۔ کیونکہ وصیّت ان کے پاس ہے۔ اس سال کا بجٹ بھی تحریک جدید کے بجٹ سے دو تین لاکھ روپیہ زیادہ ہے۔ حالانکہ تحریک کے پاس اتنی بڑی جائداد ہے کہ اگر وہ جرمنی میں ہوتی یا یورپ کے کسی اور ملک میں ہوتی تو ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو کروڑ روپیہ سالانہ ان کی آمد ہوتی۔ مگر اتنی بڑی جائداد اور بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کرنے کی جوش دلانے والی صورت کے باوجود محض وصیت کے طفیل صدر انجمن احمدیہ کا بجٹ تحریک جدید سے بڑھا رہتا ہے۔ اسی لئے اب وصیت کا نظام میں نے امریکہ اور انڈونیشیا میں بھی جاری کر دیا ہے۔ اور وہاں سے اطلاعات آ رہی ہیں کہ لوگ بڑے شوق سے اس میں حصہ لے رہے ہیں۔ گو امریکہ کے مبلغ اس معاملہ میں بہت سستی سے کام لے رہے ہیں۔ میں نے سمجھا کہ چونکہ یہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ ایک نظام ہے۔ اگر اس نظام کو بیرونی ملکوں میں بھی جاری کر دیا جائے تو وہاں کے مبلغوں کے لئے اور مشنوں کے لئے اور مسجدوں کی تعمیر کے لئے بہت بڑی سہولت پیدا ہو جائے گی غرض یہ

خدا کا ایک بہت بڑا نشان ہے

جو اس نے اپنے زندہ ہونے کا ثبوت

کے طور پر تمہارے سامنے ظاہر کیا ہے اب تمہارا کام ہے کہ تم ان نشانات سے فائدہ اٹھاؤ اور خدا تعالے کے دامن کو ایسی مضبوطی سے پکڑ لو کہ وہ تم سے کبھی جدا نہ ہو - تمہیں اگر ایک چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی مل جائے تو تم اسے ضائع کرنا کبھی پسند نہیں کرتے - اگر تمہیں دو آنے مل جائیں تو تم ان دو آنوں کا ضائع ہونا بھی برداشت نہیں کر سکتے - اگر تمہیں کہیں سے ایک روپیہ مل جائے تو تم اس ایک روپیہ کا ضیاع بھی برداشت نہیں کر سکتے اگر تمہارے پاس ایک ڈھیل اور مریل گھوڑا ہو تو تم اس مریل گھوڑے کو ضائع کرنا بھی پسند نہیں کرتے پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ تمہارے پاس

ایک زندہ خدا ہو

اور تم اس سے غافل ہو - جب تم اس کا ہاتھ پکڑ لوگے تو وہ تمہیں کبھی نہیں چھوڑے گا - بلکہ ہر موقع پر تمہاری غیر معمولی نشانات سے تائید فرمائے گا -

اگر تمہارے جاہل باپ دادا نے یہ ضرب المثل بنائی ہوئی تھی کہ

"ہتھ پھڑے دی لاج رکھنا"

اور وہ جس کا ہاتھ پکڑ لیتے تھے اسے کبھی نہیں چھوڑتے تھے تو کیا تم سمجھتے ہو کہ اگر تم نے مضبوطی کے ساتھ اپنے خدا کے دامن کو پکڑ لیا تو وہ تمہاری لاج نہیں رکھیگا - وہ ایسی لاج رکھے گا کہ دنیا میں کسی نے ایسی لاج نہ رکھی ہو گی - اور وہ تمہارا اس طرح ساتھ دے گا کہ تمہارے ماں باپ نے بھی تمہارا اس طرح کبھی ساتھ نہیں دیا ہوگا *

پانچ سالہ سکیم تعلیمی قرض حسنہ

احباب کرام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس سکیم کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کا وہ ارشاد گرامی ہے جو حضور نے مشاورت ۱۹۵۲ء میں فرمایا تھا کہ غرباء کو ابھارنے کی کوشش کرنی چاہیئے - دیہات میں بعض جگہ بیس بیس سال سے ہماری جماعتیں قائم ہیں مگر ان میں کوئی گریجوایٹ نہیں - اگر محکمہ کی طرف سے ان کو تحریک کی جائے کہ پندرہ بیس زمیندار مل کر ایک لڑکے کی اعلےٰ تعلیم کا بوجھ اٹھائیں اور قرضے کے طور پر کچھ وظیفہ دیدیا کریں تو چند سال میں کئی لڑکے گریجوایٹ بن سکتے ہیں

خلاصہ سکیم

جماعت کے ہر پیشہ کا فرد مرد ہو یا عورت اس میں حصّہ لے سکتا ہے جو کم از کم ایک روپیہ ماہوار یا چھ روپیہ ششماہی مد سکیم مرکز میں بھیجے ہر نئے سال قسط گھٹا یا بڑھا سکتا ہے - اس کی سالانہ جمع شدہ رقم کی اطلاع مرکز سے جاری ہو کر ہر ایک ممبر کو دی جائے گی ہر سال جمع شدہ رقم کا ۴/۵ وظائف پر خرچ ہوگا - باقی ۱/۵ کو تجارت پر لگا کر بڑھانے کا اختیار صدر انجمن احمدیہ کو ہو گا - کسی ممبر کو پہلے پانچ سال کے دوران میں اپنی جمع شدہ رقم کا کوئی حصّہ واپس طلب کرنے کا اختیار نہ ہو گا - چھٹے سال ۱/۵ حصّہ واپس ملے گا - ساتویں سال ۲/۵ اور علےٰ ہذا القیاس ساری رقم یا بقایا -

سکیم کے مندرجہ ذیل حصے ہوں گے - اوّل زمیندارہ - قرضہ تعلیم - دوم اہل حرفہ کا - سوم ملازمین کا - چہارم مستورات کا - اور پنجم مختص بالذات - اوّل - دوئم - سوئم کا یونٹ ضلع ہوگا یعنی ایک ضلع کی آمد اسی ضلع کے اسی پیشہ کے امیدوار پر خرچ ہو گی - اور جو احباب پچاس روپیہ ماہوار پانچ سال جمع کرائیں گے ان کی رقم سے جاری شدہ وظیفہ ان کے نام پر ہوگا - اور مختص بالذات کہلائے گا - یہ وظائف میٹرک کے بعد کی تعلیم کے لئے جاری ہوں گے - ممبران بطور قرضہ دیں گے - ان کی رقم پراویڈنٹ فنڈ کے طریق پر جمع ہوتی رہے گی اور وظائف لینے والے طلباء حسب قواعد بعد فراغت تعلیم سے بطور قرض حسنہ لیں گے -

آپ از راہ کرم سکیم میں خود بھی حصّہ لیں اور دیگر احباب کو بھی حصہ لینے کی تحریک فرما کر عند اللہ ماجور ہوں - یہ صدقہ جاریہ ہے - رقم ماہ بماہ چندہ کے ساتھ پانچ سالہ تعلیمی قرضہ ارسال فرمایا کریں -

ناظر تعلیم ربوہ

دارالہجرت ربوہ میں قربانی کرنیوالے احباب توجہ فرمائیں

اکثر دوستوں کی آرزو ہوتی ہے کہ قربانی کا فریضہ مرکز میں ادا کر کے ثواب حاصل کریں - ایسے احباب کو چاہیئے کہ قربانی کی رقم افسر لنگر خانہ کے نام براہ راست منی آرڈر کر دیں - بکرا قربانی ۲۵/- اور ۳۰/- روپے کے درمیان - اور گائے کی قربانی کا حصہ مبلغ پندرہ روپے اور بیس روپے کے درمیان کے حساب سے روپیہ ارسال فرمائیں -

یہ رقوم عید سے ہفتہ عشرہ قبل مرکز میں وصول ہو جانی چاہئیں تاکہ وقت پر انتظام کیا جا سکے -

(افسر لنگر خانہ ربوہ)

جملہ ڈویژنوں کے معاون نائب صدر صاحبان سے ایک ضروری گذارش

جملہ ڈویژنوں کے معاون نائب صدر صاحبان سے درخواست ہے کہ ان کی خدمت میں ان سے متعلقہ مجالس کے بارہ میں اطلاع کی جا چکی ہے کہ وہ کہاں تک مالی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو رہی ہیں - اب سال رواں ختم ہونے کو ہے - صرف چند ماہ باقی ہیں - لہذا امید کی جاتی ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مجالس کو بیدار کر کے مرکز کا پوری طرح ہاتھ بٹائیں گے تا سال رواں اور گذشتہ بقایا جات اس سال صاف ہو جائیں - اور آئندہ اس میدان میں ہمارا قدم ترقی کی طرف اٹھ سکے -

مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

اظہار تشکر

والد ماجد قبلہ خان بہادر غلام محمد صاحب کی وفات کے موقعہ پر جملہ احباب جماعت احمدیہ نے بصیرہ حب اخلاص - اخلاق اور ہمدردی کا اظہار فرما کر ہمارے غم میں شریک ہوئے الفاظ میں ان کا شکریہ ادا کرنا ممکن نہیں - ہم ان کے انتہائی احسان مند ہیں - اللہ تعالے انہیں جزائے خیر عطا فرمائے - چونکہ فرداً فرداً ان کو خط لکھنا مشکل ہے - اس لئے میں خاندان کی طرف سے بذریعہ اخبار ان سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں -

محمد ابراہیم خان ابن خان بہادر غلام محمد صاحب رضی اللہ عنہ

ربوہ میں انڈونیشی وفد کے ارکان کی آمد

(بقیہ صفحہ اوّل)

قرآن مجید کے تراجم کر رہی ہے اور دنیا کے دور دراز علاقوں میں اسلام کا پیغام پہنچانے اور اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کرنے میں مصروف ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ خدمت اسلام کی ان کوششوں میں برکت ڈالے اور اس کام کو جلد سے جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ انہوں نے مزید کہا میری عرصہ سے خواہش تھی کہ میں جماعت احمدیہ کا مرکز دیکھوں جہاں سے تبلیغ اسلام کے ایک وسیع نظام کو کامیابی کے ساتھ چلایا جا رہا ہے۔ سو الحمد للہ کہ میری یہ خواہش پوری ہوئی اور مجھے یہاں کے مرکزی ادارے دیکھنے کا موقع ملا۔ آخر میں آپ نے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا اور پاکستان اور انڈونیشیا کی ترقی کے بارے میں دعا کی درخواست کرتے ہوئے اپنے مختصر سے خطاب کو ختم فرمایا۔ آپ کی اس تقریر کا اردو میں ترجمہ انڈونیشی طالب علم جناب منصور زاہد نے کیا۔ آخر میں محترم مولوی محمد دین صاحب ناظر تعلیم نے دعا کرائی اور اس طرح یہ بابرکت تقریب اختتام پذیر ہوئی

بعدہ جناب وکیل الزراعت اور جناب قائمقام وکیل التبشیر کی معیت میں وفد کے ارکان نے تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر اور ربوہ کے تعلیمی اداروں کا معائنہ کیا۔ دفتر وکالت تبشیر اور دفتر وکالت تصنیف میں انہوں نے دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کے نسخے دیکھنے میں خاص اشتیاق کا اظہار کیا۔ جب وہ وکالت تبشیر کے دفتر میں پہنچے تو ان کی خدمت میں قرآن مجید کے انگریزی اور انڈونیزی تراجم کے نسخے بطور تحفہ پیش کئے گئے۔ جنہیں انہوں نے نہایت درجہ خوشی کے ساتھ قبول کرتے ہوئے وکالت تبشیر کا شکریہ ادا کیا۔ وفد کے ارکان تعلیم الاسلام کالج کی عمارت اور اس میں اعلیٰ تعلیم کے خاطر خواہ انتظام سے خاص طور پر متاثر ہوئے۔ علاوہ ازیں وہ ربوہ میں علم دین حاصل کرنے والے غیر ملکی طلبہ سے بھی مل کر بہت خوش ہوئے۔ بالخصوص یہ امر ان کے لئے از حد خوشی کا موجب تھا کہ ان طلبہ میں خود ان کے اپنے وطن کے (۳)

نوجوان خاصی تعداد میں موجود تھے۔

وفد کے ارکان امیر مقامی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کر کے بہت مسرور نظر آتے تھے

ربوہ میں چند گھنٹوں کے مختصر سے قیام کے بعد وفد کے ارکان بذریعہ موٹر کار لائلپور واپس تشریف لے گئے

درخواست دعا: اہلیہ صاحبہ محمد احمد صاحب ابن مستری محمد موسیٰ صاحب نیلا گنبد لاہور ایک لمبے عرصے سے معدہ کی درد میں مبتلا ہیں احباب جماعت اور درویشان قادیان سے کامل صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔
اہلیہ چوہدری محمد عبداللہ صاحب ڈاکٹر ریسرچ ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵